Fikr-o-Nasar (Islamabad) 43:2 (2005)



| | | |
|---|---|---|
| کتاب | : | وسطی ایشیا: الحموی کی نظر میں |
| مترجم و مولف | : | سیّار محمد سعید شاہ قادری |
| ناشر | : | سنٹر آف سنٹرل ایشین سٹڈیز، یونیورسٹی آف کشمیر-سری نگر |
| سال اشاعت | : | ۲۰۰۵ء |
| صفحات | : | ۱۹۸ |
| قیمت | : | درج نہیں |
| مبصر | : | سفیر اختر * |

ابوعبداللہ یاقوت بن عبداللہ الرومی الحموی (۱۱۷۸-۱۲۲۹ء) نے بغداد کے ایک تاجر عسکر بن ابراہیم الحموی کے زرخرید غلام کی حیثیت سے عملی زندگی کا آغاز کیا تھا۔ ابتدائی تعلیم کے ساتھ ہی اُس نے بارہ چودہ برس کی عمر میں بغداد سے سامانِ تجارت لیتے ہوئے خلیج فارس اور شام کے پُرصعوبت تجارتی سفر شروع کر دیے تھے۔ بائیس برس کی عمر میں اپنے مالک عسکر بن ابراہیم سے اختلاف، اِس کے نتیجے میں پہلے عتاق اور پھر عسکر بن ابراہیم کے ساتھ شراکت کاری کرتے ہوئے یاقوت نے تجارتی مقاصد کے لیے مزید سفر کیے، تاہم اُسے کسی ایک جگہ زیادہ قیام کا موقع نہ ملا۔ یاقوت کا سامانِ تجارت کن اشیاء پر مشتمل ہوتا تھا؟ اِس سوال کا مفصل جواب تو اُس کی تالیفات میں نہیں ملتا، تاہم اُس کے جستہ جستہ بیان کیے گئے تأثرات سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ ایک اچھا خوشنویس تھا، اور ایک عرصہ کتابوں کی نقول تیار کرنے اور ان کی خرید و فروخت میں مصروف رہا تھا، غالبًا کپڑے اور بعض دوسری قیمتی اشیاء بھی اُس کے سامانِ تجارت کا حصہ ہوتی تھیں۔ تجارت اور اپنے ذوقِ سیاحت کے تحت اس نے ایک طرف فلسطین و مصر، اور دوسری طرف وسطی ایشیا میں بلخ اور خوارزم تک کے سفر کیے تھے۔ اِن سفروں کے مادی حاصل سے تو اُس کی ذاتی زندگی میں آسائش کے سامان پیدا ہوئے ہوں گے، مگر آنے والی نسلوں کے لیے اس کے یہ سفر اِس لیے اہم بن گئے کہ اُس نے اپنی تالیفات میں اِن کا علمی ''حاصل'' جمع کر دیا تھا۔

یاقوت نے ایک مصنف کی حیثیت سے اپنی زندگی ہی میں اہلِ قلم کی توجہ حاصل کر لی تھی، تاہم اُس کے معاصرین ابن المستوفی، ابن القفطی اور ابن الشعار سے لے کر بعد کے معروف تذکرہ نگار

---

☆ چیف ایڈیٹر، ادارہ تحقیقات اسلامی، بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی-اسلام آباد

© Dr Muhammad Hamidullah Library, IIU, Islamabad. http://iri.iiu.edu.pk/

ابن خلکان تک نے اُس کے بارے میں جو کچھ لکھا تھا، اسی کو تذکرہ نگار دہراتے رہے۔ انیسویں صدی میں جب مستشرقین نے یاقوت کی تالیفات کی اشاعت میں دلچسپی لی تو اُس کی زندگی اور کارناموں کے بارے میں مزید کھوج اور جستجو شروع ہوئی، اور کچھ نئی معلومات سامنے آئیں۔ یاقوت کے کارنامۂ حیات کی چھان پھٹک کرتے ہوئے ڈاکٹر محمد احسان الٰہی رانا نے The Life and Works of Yaqut ibn Abl Allah al-Hamawi (لاہور: پنجاب یونیورسٹی پریس، س-ن) کے عنوان سے ایک اہم اور قابلِ قدر مطالعہ پیش کیا ہے۔

یاقوت الحموی کی تالیفات میں، جو دستبردِ زمانہ سے محفوظ رہی ہیں، ''ارشاد الاریب الی معرفۃ الادیب'' (=''معجم الادباء'') اور ''معجم البلدان'' بالخصوص ممتاز ہیں جن سے اہلِ قلم نے خوب استفادہ کیا ہے۔ ''ارشاد الاریب'' یاقوت کی ابتدائی تالیفات میں سے ہے، اگرچہ وہ اِس کے مسودے میں آخرِ حیات تک اضافے کرتا رہا تھا، تاہم ''معجم البلدان'' پر اُس نے ۱۲۱۸ء میں کام شروع کیا تھا، اور اِس کے ابتدائی مسودے سے ۱۲۲۴ء میں فارغ ہو گیا تھا۔ بعد میں یاقوت نے جمال الدین ابن القفطی کے لیے ''معجم البلدان'' کا ایک نسخہ تیار کیا (محرم ۶۲۵ھ / جنوری ۱۲۲۸ء)۔ ''معجم البلدان'' پہلی بار جرمن مستشرق ایف-وسٹنفیلڈ (F.Wustenfeld) نے مرتب کی اور چھ جلدوں میں ۱۸۶۶ء سے ۱۸۷۳ء تک لیپزگ (جرمن) سے شائع ہوئی۔ اِس کی دوسری اشاعت محمد امین الخانجی نے مرتب کی جو ۱۹۰۶ء میں قاہرہ سے شائع ہوئی تھی۔ بعد میں اِس کی اِکا دُکا مزید اشاعتیں عالمِ عرب سے سامنے آئیں، ۱۹۹۰ء میں دارالکتب العلمیہ-بیروت نے فرید عبدالعزیز الجندی کی تحقیق کے ساتھ ایک جدید اشاعت پیش کی تھی۔

---

''معجم البلدان'' میں بارہویں اور تیرہویں صدی عیسوی کی دُنیائے اسلام کے حوالے سے چھوٹے بڑے متعدد شہروں کے محلِ وقوع، ان شہروں کی اہم شخصیات اور صنعتوں کے بارے میں معلومات ملتی ہیں، اس طرح ''معجم البلدان'' اس دور کی دُنیائے اسلام کی تاریخ اور جغرافیے کی ایک اہم کتاب ہے۔ اِسی اہمیت کے پیشِ نظر دُنیا بھر کے اہلِ علم و دانش کے ساتھ برصغیر کے اہلِ علم نے بھی اس سے اعتناء کیا ہے۔ اس کی اُردو تلخیص و ترجمہ کے حوالے سے ماضی قریب کے دو بھائیوں—— ڈاکٹر غلام جیلانی برق اور پروفیسر غلام ربانی عزیز—— کا بالخصوص ذکر ضروری ہے۔ ڈاکٹر غلام جیلانی برق (م۱۹۸۵ء) کی تلخیص ''معجم البلدان'' ہی کے نام سے ایک جلد میں شائع ہو گئی تھی (لاہور: شیخ غلام

علی اینڈ سنز، س-ن)، تاہم اُن کے برادرِ بزرگ پروفیسر غلام ربانی عزیز (م ۲۰۰۰ء) کا ترجمہ تاحال شائع نہیں ہوسکا۔ اُنہوں نے ۱۹۹۴ء کی اپنی ایک یادداشت میں لکھا ہے: ''[معجم البلدان] میں مغلوں کی یلغار تک اسلامی تاریخ، ثقافت، رسم و رواج، پہاڑوں، صحراؤں، دریاؤں، آبی گزرگاہوں، شہروں اور بستیوں کا مفصل ذکر ہے۔ چونکہ راقم کے علم کے مطابق اُردو میں اس موضوع پر کوئی کتاب ابھی تک نہیں چھپی، اس لیے میں نے پانچ جلدوں میں اِس کا خلاصہ تیار کیا ہے'' (غلام ربانی عزیز، ''خود نوشت''، مشمولہ ''مکاتیبِ عزیز''، مرتبہ عبداللہ خان، اٹک: مرتب، ۲۰۰۴ء، ص ۲۴)۔

''معجم البلدان'' سے اعتناء کا ایک اور مظہر سالِ رواں میں ڈاکٹر سیّار محمد سعید شاہ قادری کی زیرِنظر کاوش کی شکل میں سامنے آیا ہے۔ اُنہوں نے ''معجم البلدان'' سے وسطی ایشیا کے اُن علاقوں اور مقامات کے بارے میں اندراجات کا ترجمہ کیا ہے جو الفبائی ترتیب سے ''آبر'' سے ''ایلاق'' کے درمیان آتے ہیں۔ انہوں نے ان اندراجات پر حسبِ ضرورت حواشی کا اضافہ کیا ہے۔ یہ جملہ مقامات، جناب مترجم کے بیان کے مطابق ابیورد، بخارا، بلخ، خوارزم، غزنہ، سرخس، ہرات، مرو، نساء اور سمرقند کے علاقوں میں واقع ہیں، اس لیے اُنہوں نے ایک ضمیمے میں ان علاقوں کا تعارف بھی فراہم کر دیا ہے۔ اِس تعارف میں جناب قادری نے تاریخ و جغرافیہ کی بعض معمولی کتابوں کے ساتھ ساتھ امہاتِ کتب سے بھی استفادہ کیا ہے۔

''وسطی ایشیا: الحموی کی نظر میں'' کی ورق گردانی کے دوران میں محسوس ہوا کہ ترجمہ بہت حد تک لفظی ہے، اور زبان و بیان پر جناب مترجم کی گرفت خاصی کمزور ہے۔ کتابت کی تصحیح کی چنداں کوشش نہیں کی گئی، جس کا نتیجہ یہ نکلا ہے کہ مقامات کے نام ہی غلط درج نہیں ہوئے، بلکہ مصنفین اور اُن کی کتابوں کے نام بھی کچھ سے کچھ ہو گئے ہیں۔ سنٹر آف سنٹرل ایشین سٹڈیز، یونیورسٹی آف کشمیر-سری نگر کے ذمہ داروں سے ہماری گزارش ہے کہ اس سلسلے کی آئندہ جلدوں میں ترتیب و تہذیب، نیز کتابت پر نسبتاً زیادہ توجہ دی جائے، تاکہ ان تمام کمزوریوں سے بچا جا سکے جو زیرِنظر کاوش کے قاری کو پریشان کرتی ہیں۔